45018-کیا بیٹا اپنے باپ کی حرام کمائی کا مال لے لے

سوال

گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں فتوي دیں
میري عمر بائیس برس ہے اور میں کامرس کالج میں پڑھتا ہوں اور میرے والد صاحب سیاحت کا کاروبار کرتے ہیں، ایک سیاحتی شہر کے خاص علاقہ میں وہ الیکٹرک انجینئر ہیں اور بستی میں الکٹرک ادارے کے چیرمین کی پوسٹ پر کام کرتے ہیں، جس کا معنی یہ ہوا کہ وہ بجلی کے متعلقہ ہر چیز کے مسؤل ہیں ایک بلب سے لیکر واٹر پمپ تک اس میں شراب کی فریج اور موسیقی ورقص کے ہال اور ٹیلی ویزن وغیرہ بھی شامل ہیں، اور انہیں اس کام کی بہت زیادہ تنخواہ جو تقریبا چار ہزار جنی ملتی ہے.
لیکن میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ ایک ہوٹل میں ملازمت کرتا ہوں-ضرورت کی بنا پر نہیں بلکہ صرف کام سے محبت ولگن کی بنا پر-اور جب میں نے پاؤں پر کھڑا ہونا اور علیحدہ چھوٹا سا کاروبار کرنا چاہا تو میرے پاس اس کے علاوہ کوئی حل نہ تھا کہ والد صاحب سے ضرورت کے مطابق رقم لوں، لیکن والد صاحب کے مال میں حلال یا حرام کے شک کی بنا پر میں نے اپنے شکوک کا اظہار اہل سنت علماء میں سے ایک عالم دین کے سامنے کیا تو ان کا فتوي تھا کہ اس کا مال ملا جلا ہے اور میرے لیے ضرورت مثلا کھانے پینے اور لباس اور پڑھائی کے خرچہ کے سوا کوئی اور مال لینا جائز نہیں.
لیکن کاروبار کے لیے مجھے جو راس المال کی ضرورت ہے وہ اپنے والد صاحب سے بطور قرض لینا جائز ہے، میرے والد صاحب والد ہونے کے ناطے پہلے اور اب بھی میرا تعاون کرنا چاہتے ہیں، میرے ساتھ وہ دوکان پر بھی بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات میں دوکان کی اور اپنی ضروریات پوري کرنے کے لیے انہیں دوکان پر چھوڑ کر چلا جاتا ہوں، تو اس طرح والد صاحب میرا کام سیکھنا شروع ہوئے اور اکیلے بھی کام کرنے لگے تو یہاں پہلی مشکل شروع ہوئی وہ یہ کہ :
میں نے جو رقم بھی والد صاحب سے لی تھی اس کا مکمل باریک بینی سے حساب رکھا تھا، لیکن جب سے والد صاحب میرے ساتھ کام کرنے لگے ہیں اس وقت سے معاملہ خلط ملط ہوچکا ہے کیونکہ بعض اوقات والد صاحب اپنی جیب سے کچھ رقم نکال کر دوکان کی دراز میں رکھ دیتے ہیں یا پھر اپنی جیب سے دوکان کے لیے مال خرید لیتے ہیں کوشش وبسیار کے بعد ان اشیاء کا توحساب کیا جاسکتا ہے.
لیکن جس چیز کا حساب وکتاب نہیں ہوسکتا وہ یہ کہ انہوں نے بعض اوقات گھر کے لیے سامان خریدا ہوتا ہے اور جب دیکھتے ہیں کہ دوکان میں بھی ان اشیاء کی ضرورت ہے تو وہ گھر کے لیے خریدا ہوا سامان دوکان میں رکھ دیتے ہیں جس کا مجھے نہ تو علم ہی ہوتا ہے اور نہ ہی مجھ سے مشورہ کرتے ہیں اور نہ ہی اس کا حساب رکھتے ہیں تاکہ میں واپس لوٹا سکوں.
اور دوسري مشکل یہ ہے کہ : میرے والد صاحب اس پر راضی نہیں کہ میں ان سے لی ہوئی رقم واپس کروں کیونکہ وہ اسے میرا اور میرے بھائیوں کا مل تصور کرتے ہیں، اور وہ کام کرکے یہ مال ہمارے لیے ہی کماتے ہیں اور کبھی بھی یہ رقم واپس کرنا پسند نہیں کرتے. اور تیسري مشکل یہ ہے کہ : وہ اپنے مال کے حرام ہونے کی بھی قائل نہیں-اگر وہ مال حرام ہو تو-انکا خیال ہے کہ یہ اس قاعدہ کے تحت آتا ہے (ضروریات ممنوعات کی مباح کردیتی ہیں) کیونکہ ان کی ملازمت 400 جنی سے کچھ کم کی متقاضی ہے-اللہ آپ کی عزت وتکریم میں اضافہ کرے دیکھیں کتنا فرق ہے-ہمارا گھرانہ پانچ افراد پر مشتمل ہے جن میں سے دو یونیورسٹی کے طالب علم ہیں، والد صاحب کا خیال ہے کہ حکومت کا سارا مال ہی حرام ہے کیونکہ حکومت سودي قرضوں کے معاملات کرتی اور ٹیکس وصول کرتی اور شراب کی تجارت کو جائز قرار دیتی ہے تو اس طرح ہر ملازمت کرنے والے شخص کے مال میں کچھ نہ کچھ حرام ضرور ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے
1-میرے والد کے مال کا حکم کیا ہے ؟ اور کیا اس پر یہ قاعدہ ضروریات ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں فٹ ہوتا ہے ؟ اور اگر ایسا ہی ہے تو کیا ہمارے لیے تابع ہونے کی بنا پر یہ مال جائز ہے ؟
2-جو مال میرے والد نے دوکان میں داخل کیا ہے اور والد صاحب اس کا حساب کرنے سے قاصر ہیں تو میں اس کا حساب وکتاب کیسے کروں ؟

3-اگر وہ مال لینے سے انکار کردیں تو میں انہیں یہ مال کیسے واپس–اگر واپس کرنا واجب ہے تو-کروں ؟ اور کیا میرے لیے انکار پر اصرار کرنا جائز ہے اور میں اپنے قرضے واپس کروں ؟
4-والد صاحب کے مال میں سے میرے لیے کیا جائز ہے ؟ اور والد کے فوت ہونے کی صورت میں کیا میں اس کے مال کا وارث بن سکتا ہوں ؟

پسندیدہ جواب

بلاشبہ موجودہ وقت اور خاص کر آپ کے ملک میں سیاحت کے شعبہ میں کام کرنا بہت سی شرعی مخالفات کو لازم کرتا ہے جس میں مرد و عورت کے اختلاط اور بے پردگی کی دیکھ بھال اور بعض اوقات تو شراب اور دوسری حرام اشیاء بھی اس میں شامل ہوتی ہیں، اگر تو معاملہ ایسا ہے تو پھر آپ کے والد کا مال حرام ہے اور علماء کرام اسے مال مختلط کا نام دیتے ہیں.

اور علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ جس کے مال میں حلال و حرام ملا جلا ہو اس کے مال سے کھانا جائز ہے اور ہر طرح کے معاملات کرنے جائز ہیں، لکین اس سے بچنا اولی اور افضل ہے.

اور آپ کے والد کا ضروریات ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں والے قاعدہ سے دلیل لینا صحیح نہیں، کیونکہ حلال کمانے کے بہت ذرائع اور وسائل ہیں اور فرمان باری تعالی ہے :

.{اور جو کوئی اللہ تعالی کا تقوي اختیار کرے اللہ تعالی اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے روزي وہاں سے عطا کرتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا}.

اور اگر انسان اپنے لیے یہ دروازہ کھول لے تو ضرورت کو دلیل بنا کر حرام کے ہر دروازے میں داخل ہوجائے گا.

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ حرام خوري کا انجام بہت برا ہوتا ہے اور اگر کچھ بھی نہ ہو پھر بھی حرام کھانے والے شخص کی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی جیسا کہ صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بلاشبہ اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے... ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جس نے بہت طویل اور لمبا سفر طے کیا اس کے بال بکھرے ہوئے اور پراگندہ حالت میں وہ آسمان کی جانب ہاتھ بلند کیے یارب یارب کہے اور اس کا کھانا حرام کا اس کا پینا حرام کا اور اس کا لباس بھی حرام کا اور اس کی غذا ہی حرام خوري ہے تو اس کی دعا کہاں قبول ہو. صحیح مسلم (1015)

اور آپ کے والد کا اس حرام ملازمت سے مال کمانے کو علماء کرام حرام کمائی (مالا محرما لکسبہ) کا نام دیتے ہیں یعنی اس نے حرام طریقے سے مال کمایا ہے، اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ مال صرف کمائی کرنے والے پر حرام ہے.

لیکن جو شخص یہ مال کسی مباح اور جائز طریقہ سے حاصل کرے اس پر حرام نہیں مثلا اگر آپ کے والد آپ کو ہدیہ دیں یا پھر خرچہ وغیرہ دیں تو آپ کے لیے یہ حرام نہیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ : حرام کمائی کا گناہ صرف کمائی کرنے والے پر ہے نہ کہ کمائی کرنے والے شخص سے حاصل کرنے والے پر جس نے مباح اور جائز طریقہ سے حرام کمائی والے شخص سے حاصل کیا، بخلاف اس چیز کے جو بعینہ حرام ہو مثلا شراب اور غصب کردہ چیز وغیرہ.

یہ قول قوي اور وجیہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے لیے ایک یہودي سے غلہ خریدا تھا، اور خیبر میں ایک یہودي عورت کی جانب سے ہدیہ کردہ بکري کا گوشت کھایا، اور یہودي کی دعوت قبول کی.

یہ معلوم ہونا چاہیے کی اکثر یہودي سود لیتے اور حرام خور ہیں، اور اس قول کی تقویت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل قول سے بھی ہوتی ہے :

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ تعالی عنہا پر صدقہ کیے گئے گوشت کے بارہ میں فرمایا : (وہ اس کے لیے تو صدقہ اور اس کی جانب سے ہمارے لیے ہدیہ ہے) دیکھیں القول المفید علی کتاب التوحید (112/3)

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

جو خبیث اور حرام طریقہ سے کمایا گیا ہو مثلا دھوکہ اور فراڈ سے حاصل کردہ ، یا پھر سود کے ذریعہ یا جھوٹ وغیرہ کے ذریعہ حاصل کردہ مال یہ کمانے والے پر حرام ہے اس کے علاوہ کسی اور پر حرام نہیں اگر اس نے مباح اور جائز طریقہ کے ساتھ حرام کمائی والے سے حاصل کیا ہو. اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں سے لین دین کرتے تھے حالانکہ وہ حرام خور اور سود لیتے ہیں ، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کمائی کرنے والے کے علاوہ کسی اور پر یہ حرام نہیں. تفسیر سورۃ البقرۃ (198/1)

تو اس بنا پر آپ اپنے والد کی وارثت حاصل کر سکتے ہیں ، اور یہ آپ کے ذمہ نہیں کہ انہوں نے جو کچھ دیا ہے اس کا حساب و کتاب کرتے پھریں یا پھر جو دیا ہے وہ واپس کریں ، لیکن اگر آپ اس کے مال سے نہ کھانے کی استطاعت رکھتے ہیں تو یہ اولی اور بہتر اور اسی میں ورع و تقوی ہے .

واللہ تعالی اعلم , مزید تفصیل کے لیے آپ مندرجہ ذیل کتب دیکھیں احکام القرآن لابن العربی (324/1) المجموع (430/9) الفتاوی الفقھیۃ الکبری للھیتمی (233/2) کشاف القناع (496/3) سوال نمبر (21701)

واللہ اعلم .